

گوری لنکیش، جنید اور دہشت گردی

ٹرین بڑے آرام سے ماتھوراک کی جانب جا رہی تھی۔ اس میں چار مسلمان نوجوان بھی سوار تھے۔ انہیں بچے ہی کہا جاسکتا ہے۔ جنید سولہ برس کا تھا۔ ہاشم، محسن اور معین بھی اسی عمر کے تھے۔ جنید، ہندوستان کے صوبہ گجرات کے ایک شہر سورت میں اسلامیات کا طالب علم تھا۔ باقی تینوں بچے بھی مختلف جگہ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ دراصل یہ عید کا موقع تھا۔ چاروں دوست عید کی شاپنگ کرنے اپنے گاؤں سے آکر نزدیکی بڑے شہر میں کپڑے خریدنے آئے تھے۔ نئے جوڑے خرید کر ٹرین میں بیٹھے آنے والے لکل کے متعلق پُر جوش طریقے سے باتیں کر رہے تھے۔ عید کی خوشیاں منانے کا اہتمام کر رہے تھے۔ چاروں تہذیب سے ریل کے ڈبے میں نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں قطعاً اندازہ نہیں تھا کہ آنے والے لمحے کس قدر خطرناک ہیں اور تھوڑی دیر میں انکی زندگی میں ایک ایسا موڑ آجائیگا، جو انہیں مکمل طور پر تبدیل کر ڈالے گا۔ ہمیشہ کیلئے۔ جنید نے سر پر ٹوپی پہن رکھی تھی اور اسکی داڑھی بھی تھی۔ یہ تمام عام سے بچے تھے۔ بالکل عام سے۔

ٹرین اوکھلا کے سٹیشن پر پانچ منٹ کے لگ بھگ رُکی۔ ڈبے میں پندرہ مسافر داخل ہوئے۔ رش بہت زیادہ تھا۔ ان لوگوں کو نشیمن نہ مل پائیں۔ چنانچہ کھڑے ہو گئے۔ بالکل روٹین کے معاملات۔ جہاں سینکڑوں لوگ کھڑے تھے۔ وہاں یہ پندرہ لوگ بھی اسی طرح سفر کر رہے تھے۔ مگر آگے جو کچھ ہونے والا تھا، وہ کسی کے بھی گمان میں نہیں تھا۔ جنید کو محسوس ہوا کہ اسکے ساتھ جو مسافر کھڑا ہوا ہے، اس نے کندھے پر مکا مارا ہے۔ بچے نے اسے اتفاق سمجھا اور خاموشی سے بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ اسے سر پر مکا لگا۔ جنید کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہوئے مسافر سے پوچھنے لگا کہ آپ مجھے ماریوں رہے ہیں۔ نامعلوم مسافر کا جواب تھا کہ سیٹوں سے اٹھو اور ہمیں بیٹھنے دو۔ ان پر تمہارا کوئی حق نہیں۔ جنید اور اسکے دوستوں نے تمیز سے کہا کہ انکے پاس ٹکٹ ہیں اور پہلے سے نشستوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لہذا اب سیٹیں خالی نہیں کریں گے۔ یہ سننا تھا کہ مسافر آگ بگولا ہو گیا۔ بچوں کو علم نہیں تھا کہ یہ پندرہ لوگ ایک گروہ کی صورت میں سفر کر رہے ہیں۔ تمام گروپ ہندوؤں پر مشتمل تھا۔ جھتے نے بچوں کی ٹوپیاں اُتاریں اور انتہائی بدتمیزی سے فرش پر دے ماریں۔ اسکے بعد انہیں کہا کہ تم تو مسلمان ہو۔ تمہاری داڑھیاں ہیں۔ تمہارا ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں۔ جاؤ تم پاکستان دفع ہو جاؤ۔ تم سارے غدار ہو۔ بچے ان غنڈوں کی باتوں سے گھبرا گئے۔ لڑائی سے بچنے کیلئے سیٹوں سے اُٹھے اور چلتے چلتے ساتھ والی بوگی میں کھڑے ہو گئے۔ ہاشم نے اپنے بھائی کو موبائل سے فون کر کے بتایا اور کہا کہ انکی حفاظت کیلئے فوری طور پر پہنچے۔ اتفاق سے بڑا بھائی شا کر اگلے سٹیشن کے نزدیک ہی تھا۔ جیسے ہی ٹرین اگلے سٹاپ یعنی بلب گڑھ پر رُکی تو اسی ڈبے میں آ گیا جس میں چھوٹا بھائی موجود تھا۔ ہندو غنڈوں نے بلب گڑھ کے سٹیشن پر ڈبے کو اندر سے لاک کر دیا۔ انکی نیت دیکھ کر ایک بچہ محسن پھرتی سے دروازے کو قفل لگانے سے پہلے باہر چھلانگ لگا کر جان بچا سکا۔ شا کر جب اندر آیا تو دیکھا کہ جنید کو تین چار غنڈوں نے بازوؤں سے پکڑ رکھا ہے۔ وہ مجبوری سے ساکت کھڑا تھا۔ ایک غنڈے نے بڑا سا چاقو نکالا۔ جنید کے سینے میں گیارہ بار وار کیے۔ جنید چیخیں مارتا رہا۔ مگر کچھ نہ ہو پایا۔ شا کر بچانے کیلئے آگے بڑھا تو ساتھ

کھڑے ہوئے غنڈوں نے اسکے بازو پر خنجر سے وار کرنے شروع کر دیے۔ وہ بھی فرش پر خون سے لت پت گر گیا۔ جنید کے سینے سے خون فوارہ کی طرح باہر نکل رہا تھا۔ ٹرین میں دیگر مسافراس واقعہ کے دوران نعرے لگا رہے تھے کہ مسلوک مارو۔ ان سب کو مارو۔ یہ سالے، گاؤں ماتا کا گوشت کھاتے ہیں۔ انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ایک بچہ نے ٹرین روکنے کیلئے زنجیر کھینچی تو معلوم ہوا کہ وہ تو خراب ہے۔ ٹرین چلتی رہی۔ جنید موقعہ پر ہی دم توڑ گیا۔ شاہکار زندگی اور موت کے درمیان تھا۔ ساکت لیٹا ہوا تھا۔ غنڈوں نے سمجھا کہ مر چکا ہے۔ دو چار منٹ میں اگلا اسٹیشن آ گیا۔ اسوٹی پر غنڈوں نے بڑے سکون، آرام، اطمینان سے جنید کی لاش کو پلیٹ فارم پر پھینکا۔ ساتھ ساتھ ٹھڈے مار مار کر شاکر کو بھی باہر پھینک دیا۔ باقی بچے بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ پندرہ میں سے صرف ایک ملزم گرفتار ہوا۔ ان بچوں کا اصل جرم یہ تھا کہ وہ مسلمان تھے۔ عید والے دن جنید کو دفن کیا گیا۔ شاہکار آج تک ہسپتال میں ہے۔ یہ واقعہ تین مہینے پہلے کا ہے۔

اگر یہ گمان ہے کہ معاملہ یہاں ختم ہو گیا ہے تو آپ مکمل طور پر غلط ہیں۔ اس سانحہ نے ایک اور سانحہ کو جنم دیا۔ گوری لکھنیش، جنوبی بھارت کی انتہائی فعال صحافی تھی۔ "کناڈا" زبان میں ایک ہفت روزہ کی ایڈیٹر بھی تھی۔ اخبار کے ساتھ ساتھ موجودہ ہندوستان میں بی جے پی کی حکومت کی سخت نقاد بھی تھی۔ بر ملا کہتی اور لکھتی تھی کہ بی جے پی ہندوستان کی اقلیتوں کے ساتھ ظلم کر رہی ہے۔ انہیں معاشرے کے دھارے سے بھی نکال دیا گیا ہے۔ انکے لیے معقول ملازمتیں تک نہیں ہیں۔ ہر جگہ بی جے پی کی حکومت سب سے بڑی اقلیت، یعنی مسلمانوں کو تہہ تیغ کر رہی ہے۔ ایک منصوبہ کے تحت انہیں قتل کیا جا رہا ہے۔ انہیں غیر محبت وطن کہا جاتا ہے۔ جنید کے بیہمانہ قتل کو گوری لکھنیش نے بھرپور طریقے سے اٹھایا۔ ہندوستان کی حکومت کے خلاف باقاعدہ چارج شیٹ چھاپی کہ مسلمانوں کو انکے مذہب کی وجہ سے تختہ ستم بنایا جا رہا ہے۔ گوری کے خیالات کسی صورت میں بھی مہاسبا اور ہندو دہشت پسند تنظیموں کو پسند نہیں تھے۔ اسے اکثر قتل کرنے کی دھمکیاں ملتی رہی تھیں۔ جنید کے قتل پر صحیح خبر چھاپنے پر یہ تمام لوگ گوری کی جان کے دشمن بن چکے تھے۔ وہ ہندو مذہب کو بھی نکتہ چینی کرتی رہتی تھی۔ ذات پات کے نظام کو اکیسویں صدی کے ہندوستان کیلئے زہر قاتل بتاتی تھی۔ آج سے ٹھیک چند دن پہلے رات کو آٹھ بجے اخبار کے دفتر سے گھر پہنچی تو موت اسکا انتظار کر رہی تھی۔ گھر کا دروازہ کھولنے میں مصروف گوری پر تین ہندو دہشت گردوں نے چالیس گولیاں چلائیں۔ اسکا سر، آنکھ اور چہرہ چھلنی کر دیا گیا۔ گوری موقعہ پر ہی گر کر دم توڑ گئی۔ غنڈے بڑے آرام سے وہاں سے فرار ہو گئے۔ آج تک پتہ نہیں چلا کہ ملزم کون تھے۔ مگر سب کے علم میں تھا کہ گوری کو جنید کا المیہ طاقت سے عوام کے سامنے لانے کی بھرپور سزا دی گئی ہے۔ یہ پانچ ستمبر 2017 کا واقعہ ہے۔

چند دن پہلے، ہندوستان کے وزیراعظم نریندر مودی نے ایک عوامی جلسے میں انتہائی مشکل باتیں کیں۔ پاکستان کو طعنہ دیا کہ تمہارے حکمران اس درجہ نااہل ہیں کہ بلوچستان کے حالات درست نہیں کر سکتے۔ گلگت بلستان کا بھی خصوصی ذکر کیا کہ وہ بھی مکمل طور پر تباہی کے دہانہ پر کھڑا ہوا ہے۔ ایک اور اجتماع میں مودی نے کہا کہ پاکستان میں مذہبی تشدد پسندوں کی حکومت ہے اور دہشت گردی اس ملک کا اصل ہتھیار ہے۔ لفظوں کی جنگ میں پڑنا نہیں چاہتا۔ الزام در الزام میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا جنید اور گوری

کاتل ہندوؤں مہا سبایابی جے پی کا اصل چہرہ سامنے نہیں لے آیا۔ یہ صرف ایک واقعہ نہیں ہے۔ درجنوں مسلمانوں کو بی جے پی سرکار کے دور میں صرف اسلیے زندہ جلادیا گیا کہ انکے گھروں میں گائے کا گوشت موجود تھا۔ سینکڑوں مسلمانوں کے گھر جلا کر انہیں بے گھر کر دیا گیا۔ آپ مسلمانوں پر ظلم کی حقیقت کو تھوڑی دیر کیلئے پس پشت رکھیے۔ قلیل سے عرصے میں ستائیس ایسے صحافی قتل کر دیے گئے جو اقلیتوں کے حق میں آواز اٹھاتے تھے۔ گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ دراصل ہندوستان ایک سیکولر ملک نہیں ہے۔ انکے آئین میں اقلیتوں کے حقوق تو درج ہیں مگر وہ صرف الفاظ ہیں۔ ایسے بے جان الفاظ جنکی کوئی اہمیت نہیں۔ آج کا ہندوستان ایک متعصب سوچ رکھنے والا خطرناک حد تک دہشت گرد ملک ہے۔ جہاں صرف اور صرف ایک مذہب کے لوگوں کو عزت سے جینے کا حق ہے۔ باقی لوگ شودر یا غلام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایک اہم گزارش کرنا چاہوں گا۔ قطعاً عرض نہیں کر رہا کہ تمام ہندو متعصب یا تشدد پسند ہیں اور تمام مسلمان فرشتے ہیں۔ تعصب ایک ذہنی رویہ ہے جو ہر مذہب میں موجود ہے۔ ہم مسیحی تشدد پسندانہ رویہ پر لکھتے ہوئے کئی کتراتے ہیں۔ مگر محبت سے بھرپور اس مذہب میں بھی کئی ایسے لوگ ہیں جو غیر مسیحوں کو مکمل طور پر ادنیٰ گردانتے ہیں۔ عرض کرنا ضروری ہے کہ چلو پاکستان کو تو تمام دنیا نے کٹھرے میں کھڑا کر دیا۔ کوئی اس طرف توجہ نہیں دے رہا، کہ ہمارا ملک وہ واحد ملک ہے جس نے دہشت گردی کا جم کر مقابلہ کیا ہے اور کسی طریقے سے بھی لچک نہیں دکھائی۔ ہزاروں مذہبی دہشت گردوں کو جہنم واصل کیا ہے۔ اس سے زیادہ کیا کرنا چاہیے۔ یہ سنجیدہ سوال ہے۔ دنیا کا ایک ملک بنا دیجئے جس نے دہشت گردی کے خلاف اتنی قربانیاں دی ہوں اور عملی طور پر دہشت گردی کی کمر توڑ دی ہو۔ مگر کیا یہ ستم نہیں کہ ہندوستان میں ہندوؤں کا ایک حصہ مذہبی دہشت گردی میں ملوث ہونے کے باوجود مکمل طور پر معصوم بلکہ "پوئیز" ہے۔ اور معتوب پاکستان ہے جو روز شہداء کی لاشیں اٹھا رہا ہے۔ اپنے معصوم شہریوں کی تدفین کر رہا ہے۔ غیر سنجیدہ بات نہیں کرنا چاہتا مگر کیا جنید اور گوری لنکیش کے قتل جیسے ان گنت واقعات کی کوئی اہمیت نہیں۔ کیا یہ خوفناک جرائم نہیں ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ پورے ہندوستان میں اس طرح کے قاتلوں کو کبھی بھی تختہ دار پر نہیں لٹکایا جاتا۔ ان مقتولین کے لواحقین کو کبھی انصاف نہیں ملتا۔ کیا انڈیا میں ان دہشت گردوں کی پناہ گاہیں نہیں ہیں۔ دراصل دلیل کی آواز کو ہندوستان میں طاقت سے خاموش کیا جا رہا ہے۔ درست ہے ہمارے ملک میں بھی کئی خامیاں اور کوتاہیاں ہیں۔ مگر عمومی طور پر ہماری واضح اکثریت تشدد پسندانہ رویہ کی عملی مخالف ہے۔ معدودے چند دہشت گرد دنیا میں ہمارا تاثر خراب کرنے میں مکمل طور پر کامیاب ہو چکے ہیں۔ مگر کیا آپ نے آج تک ہندوستان کے سیکولر چہرے کو غور سے دیکھا ہے۔ جنید اور گوری لنکیش جیسے مقتولین نے اس ملک کا اصل داغدار چہرہ سب کے سامنے عریاں کر ڈالا ہے۔ مہا سب اور بی جے پی کا وہ بھیانک چہرہ، جس پر کوئی ملک بات نہیں کرتا۔ شاید انہیں کچھ نظر ہی نہیں آتا!

راؤ منظر حیات